https://ataunnabi.blogspot.com/

کو عین خطبہ کے وقت کہا۔ کہ میرے نانا جان کے منبر سے اتر جاؤ۔ حالانکہ ابھی آپ بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس موقعہ کی نزاکت کو بھانپ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حسین کو میں نے نہیں سکھایا۔ تو فاروق اعظم نے فرمایا۔ بیٹا تم نے سچ کہا ہے۔ علاوہ ازیں میدان کربلا آپ کی حق گوئی اور بے باکی کی عظیم داستان ہے۔ سب کچھ قربان ہو گیا۔ خود بھی جام شہادت نوش فرما لیا لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے۔ تو ان واقعات و حالات سے یہ دلیل حاصل ہوتی ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی نماز کے متعلق طریقہ مسنونہ یہی تھا۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کراتے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدار میں نماز ادا کرتے۔ جیسا کہ آئندہ چل کر ہم ثابت کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر شیخین کی عدم شمولیت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب "فدک" سے محروم کر دی گئیں۔ اور باوجود گواہوں کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف فیصلہ فرما کر "باغ فدک" ان سے غصب کر لیا۔ تو اس غلط فیصلہ کی وجہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر گھر آ گئیں۔ اور پھر تادم آخریں ابو بکر سے گفتگو نہ کی۔

اسی غصہ کی بنا پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جہاں بوقت انتقال اور وصیتیں کیں وہاں ایک وصیت یہ بھی فرمائی۔ کہ میرے جنازہ پر ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو حاضر نہ ہونے دیا جائے تو جس طرح سیدہ کی دوسری وصیتوں پر عمل ہوا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو دختر رسول کے جنازے میں شمولیت سے محروم رکھا۔ یوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی وصیت پوری کر دکھائی۔

"ملا باقر مجلسی" نے اپنی کتاب "جلاء العیون" میں اسے ان الفاظ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریر کیا۔

جلاء العیون:

ابن بابویہ بسند معتبر روایت کردہ است۔ کہ از حضرت صادق علیہ السلام پرسیدند کہ بچہ سبب حضرت امیر المومنین فاطمہ را در شب دفن کرد؟ فرمود برائے آنکہ حضرت فاطمہ وصیت کردہ بود۔ کہ آں دو مرد اعرابی کہ ہرگز ایمان بخدا و رسول نیاوردہ بودند یعنی ابوبکر و عمر بر او نماز نکنند۔

(جلاء العیون جلد اوّل ص ۲۴۲ باب سخنان حضرت امیر ہنگام دفن آنحضرت مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: ابن بابویہ نے معتبر سند کے ذریعہ روایت کی ہے۔ کہ لوگوں نے جناب صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ کیا سبب تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفنایا؟

فرمایا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی۔ کہ وہ دو آدمی جو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہرگز ایمان نہیں لائے۔ یعنی ابوبکر و عمر یہ دونوں نماز جنازہ میں شرکت نہ کریں۔

ان الفاظ روایت سے صاف صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ وصیت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس لیے فرمائی تھی۔ کہ آپ ان دونوں سے ناراض تھیں۔ اور یہ ناراضگی ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ تادمِ آخریں سیدہ ناراض تھیں۔ اور ناراضگی میں ہی اس دارفانی سے انتقال کر گئیں۔ تو جن دو اشخاص سے سیدہ ناراض رہیں۔ اور وہ اس روایت کے مطابق مومن بھی نہ تھے۔ ایسے اشخاص خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بننے کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوابِ طعن :۔ مذکورہ طعن کے دو رُکن ہیں :۔

رکن اول :

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کی وجہ سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے جنازہ کی اطلاع نہ دی گئی ۔ اور سیدہ کی ناراضگی خود ان کی وصیت سے عیاں ہو رہی ہے ۔

رکن دوم :

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں حضرات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شرکت سے محروم رہے ۔

رکن اوّل کا جواب ۔ شیخین کو جنازہ فاطمہ کی اطلاع نہ ہونا دو وجہ سے باطل ہے :۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال اور پھر جنازہ کی اطلاع نہ دینے کی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ ہونا دو وجہ سے باطل ہے ۔

وجہ اول :۔ ”جلاء العیون“ کی عبارت ملاحظہ ہو ۔

جلاء العیون :

چوں حضرت امیر المومنین ایں خبر وحشت اثر را شنید بر رو در آمد میفرمود کہ بعد از تو خود را بچہ تسلی دہم پس شعری چند در مصیبت آنحضرت ادا فرمود ۔ کہ زمین و آسمان را بگریہ در آورد ۔ چوں ایں خبر در مدینہ منتشر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گردید۔ مردان وزنان ہمہ گریاں شدند در مصیبت آنحضرت وشیون از خانہائے مدینہ بلند شد۔ ومردان بسوئے آنحضرت دویدند۔ زنان بنی ہاشم در خانہ آنحضرت جمع شدند نزدیک شد کہ از صدائے شیون ایشاں مدینہ بلرزہ درآید ایشاں می گفتند۔ اے سیدہ وخاتون زنان اے دختر پیغمبر آخرالزمان۔ مردم فوج بتعزیہ بسوئے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام آمدند آں حضرت نشستہ بود۔ جناب امام حسن وامام حسین علیہما السلام درپیش آنحضرت نشستہ بودند ومی گریستند مردم از گریہ ایشاں می گریستند۔

(جلاء العیون جلد اوّل ص ۲۳۸ کیفیت شہادت و دفن آنحضرت تحت زندگانی فاطمہ زہرا علیہا السلام) مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کی وحشت انگیز خبر سُنی۔ تو منہ جھکا کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ اے فاطمہ! تیرے بعد میں اپنے آپ کو کس سے تسلی دوں گا۔ پھر چند اشعار سیدہ فاطمہ کی رحلت کی پریشانی میں کہے۔ جن سے زمین و آسمان گریہ کناں ہو گئے۔

جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پھیل گئی۔ تمام مرد و زن روتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے نکلے۔ اور سیدہ کی رحلت کی وجہ سے مدینہ کے ہر گھر سے گریہ وفغاں بلند ہوا۔ لوگ حضرت خاتون جنت کے درِ دولت کی طرف بھاگے ہوئے آئے۔ بنی ہاشم کی عورتیں سیدہ کے گھر میں اکٹھی ہوئیں۔ قریب تھا۔ کہ ان کی آہ وفغاں سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدینہ کانپ جاتا۔ وہ کہہ رہی تھیں اے سیدہ! اے خاتونِ زنان! اے دختر پیغمبر آخرالزمان۔

لوگ جوق در جوق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور رو رہے تھے۔ ان کے رونے سے تمام حاضرین بھی رو رہے تھے "ملا باقر مجلسی" نے اسی کتاب میں مزید لکھا۔

جلاء العیون :۔

ودر بعضی از کتب معتبرہ از ابن عباس روایت کردہ اند۔ کہ چوں حضرت فاطمہ علیہا السلام از دنیا رحلت کرد۔ اسماء بنت عمیس گریبان خود را درید۔ بجانب مسجد دوید حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام در راہ اورا دیدند واحوال مادر خود را ازو پرسیدند او ساکت شد وجواب نگفت چوں بخانہ آمدند مادر خود را دیدند کہ در میان خانہ خوابیدہ است پس بنزدیک او آمدند و حضرت امام حسین علیہ السلام اورا حرکت داد چوں دید کہ از دنیا رحلت کردہ است با امام حسن گفت کہ اے برادر خدا ترا مزد دہد در مصیبت مادرت واز خانہ بیروں دویدہ فریاد برآوردند کہ یا محمداہ یا احمداہ امروز کہ مادر ما از دنیا رحلت کرد مرگ تو برائے ما تازہ شد پس حضرت امیر المومنین را خبر کردند۔ آں حضرت در مسجد بود چوں ایں خبر جاں سوز را شنید مدہوش گردید۔ آب بروئے مبارکش پاشیدند تا بہوش باز آمد۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(جلاء العیون جلد اول ص۲۴۳-۲۴۴ زندگانی فاطمہ زہرا علیہا السلام فصل ہفتم کا آخر مطبوعہ تہران)

ترجمہ: بعض معتبر کتابوں میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اسماء بنت عمیس نے اپنا گریبان پھاڑ دیا۔ اور مسجد کی طرف دوڑ پڑیں راستے میں حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے انہیں دیکھا۔ تو اپنی والدہ کی حالت دریافت کی۔ یہ خاموش رہیں۔ اور جواب میں کچھ نہ کہا۔ جب دونوں شہزادے گھر آئے۔ اپنی والدہ کو گھر کے درمیان سویا ہوا پایا۔ نزدیک آئے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ کو حرکت دی۔ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں۔ تو اپنے برادر اکبر امام حسن رضی اللہ عنہ کو کہا، بھائی جان، والدہ کی مصیبت میں اللہ تعالیٰ تمہیں صبر عطا فرمائے۔ گھر سے دوڑتے ہوئے باہر آئے۔ اور زور سے کہا "یا محمداہ، یا احمداہ، آج جب کہ ہماری والدہ ہمیں داغ مفارقت دے گئیں۔ آپ کی رحلت تازہ ہو گئی۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس امر کی اطلاع دی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے۔ اس اندوہناک خبر کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کے چہرہ پر پانی ڈالا۔ تب کہیں ہوش آیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ روایات سے درج ذیل امور صراحۃً ثابت ہوئے

۱۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت "اسماء بنت عمیس" موجود تھیں۔ اور اس واقعہ فاجعہ سے اپنا گریبان چاک کر دیا۔ اور دیوانہ دار مسجد کی طرف دوڑیں۔ یاد رہے۔ کہ اسماء بنت عمیس، بوقت رحلتِ خاتون جنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔

۲۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا داغ مفارقت دے گئیں۔ تو "یا محماہ یا احماہ" کے الفاظ سے فریاد کرتے ہوئے مسجد میں دوڑ کر آئے۔ اور اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سیدہ کے انتقال کی خبر دی۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سیدہ کی رحلت کی خبر سُنی۔ تو بے ہوش ہو گئے۔ اور مسجد میں موجود نمازیوں نے آپ کے چہرہ پر پانی چھڑکا۔ تب کہیں ہوش آیا۔

۴۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت مدینہ کے مرد وزن اس قدر روئے کہ اُن کی آہ وفغان سے پورا مدینہ لرز اٹھا۔

۵۔ بنی ہاشم کی عورتیں سیدہ کے گھر جمع ہوئیں۔ اور مدینہ کے مرد جوق در جوق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس تعزیت کے لیے آئے۔

مقامِ تعجب:۔

قارئین کرام! آپ نے دونوں روایات کے ثابت شدہ امور ملاحظہ فرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ امور ہم نے ان روایات سے ثابت کئے۔ جو شیعہ کتاب "جلاء العیون" سے نقل کی گئی تھیں۔

مقام تعجب ہے کہ، سیدہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت زوجۂ صدیق (اسماء بنت عمیس) گریبان چاک کرتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑیں۔ حسنین کریمین یا محمداہ یا احمداہ کی فریاد کرتے ہوئے دوڑ کر مسجد میں آئیں۔ اور اپنے والد گرامی کو سیدہ کی فوتیدگی کی اطلاع دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر بے ہوش ہو جائیں۔ اور مسجد میں موجود لوگ منہ پر پانی کا چھڑکاؤ کر کے انہیں ہوش میں لائیں۔ مدینہ کی عورتیں خاتونِ جنت کی رحلت کی خبر سن کر ان کے درِ دولت پہ آجائیں۔ مدینہ کے مرد سیدہ کی تعزیت کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں۔ اور مدینہ میں لوگوں کی آہ و فغاں سے قریب تھا کہ سارا شہر لرز جائے۔ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب کو سیدہ کے انتقال کا علم نہ ہو۔ جب کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ اور عمر بن خطاب عام و خاص کے ہادی و ملجا تھے۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟ اور اس پر مزید یہ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ رات گئے تک نہ اٹھایا گیا ہو۔ اتنا وقت گزرنے اور اس قدر شور و غوغا سے صرف دو آدمیوں کو سیدہ کی فوتیدگی کا علم نہ ہوا۔ باقی تمام مرد و زن کو اس کی خبر ہو گئی۔ کیا عقل اس منطق کو درست کہہ سکتی ہے۔؟

"سلیم بن قیس ہلالی" کا فیصلہ:۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد "سلیم بن قیس" نے اپنی کتاب میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عدم اطلاع کا فیصلہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تعزیت کے لیے گئے

ناسخ التواریخ:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قُبِضَتْ فَاطِمَةُ مِنْ يَوْمِهَا فَارْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْبُكَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَدَهِشَ النَّاسُ كَيَوْمٍ قُبِضَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ يُعَزِّيَانِ عَلِيًّا وَّيَقُوْلُوْنَ لَهٗ يَا اَبَا الْحَسَنِ لَا تَسْبِقْنَا بِالصَّلٰوةِ عَلٰى ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۱) ناسخ التواریخ جزو اوّل از تاریخ خلفا ص۱۸۱ مصنفہ مرزا محمد تقی طبع جدید تہران

(۲) کتاب سلیم بن قیس ص۲۲۶ مطبع حیدریہ نجف اشرف عراق

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جس دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ تو مرد و زن کی چیخ و پکار سے پورا مدینہ لرز اٹھا۔ اور لوگوں میں ایسی سراسیمگی پھیل گئی۔ جیسی سراسیمگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت پھیلی تھی۔ سیدہ کی وفات کا سن کر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما تعزیت کے لیے حضرت علی المرتضیٰ کے پاس آئے۔ اور انہیں کہا کر اے ابوالحسن! بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھنے کے وقت، ہمیں پیچھے نہ چھوڑ دینا۔

دو سلیم بن قیس۔ نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ جو لوگ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں کو سیدہ کے وصال کی خبر تک نہ ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ حضرات سیدہ کی نماز جنازہ میں شمولیت سے محروم رہے۔ غلط کہتے ہیں۔ کیونکہ خاتونِ جنت کے انتقال کی خبر انہیں نہ ملتی۔ تو برائے تعزیت حضرت علی المرتضیٰ کے پاس کیوں آتے؟ اور پھر ان سے کہا۔ کہ "بنت رسول" کا جنازہ پڑھنے میں ہم سے سبقت نہ کرنا۔ کس کا جنازہ؟ کس کی فوتیدگی؟ جس کا انہیں علم ہی نہیں۔

خدارا اب بھی باز آجاؤ۔ اور ہٹ دھرمی سے ایمان کا ستیاناس نہ کرو۔

وجہ دوم :-

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی اطلاع نہ دیئے جانے کی بنا پر انہیں "وصال سیدہ" کا علم نہ ہونا اس وجہ سے بھی باطل ہے۔ کہ انہیں لمحہ بہ لمحہ سب حالات کا علم تھا۔ جس کی بنا پر اطلاع دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ "اسماء بنت عمیس" رضی اللہ عنہا ہی وہ خدمت گار تھیں۔ جو ہر وقت سیدہ کی تیمارداری کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین میں بھی شریک رہیں۔ اور "غسل" کے فرائض بھی انہیں نے سرانجام دیئے۔ اور ان کے جنازہ کے پردہ کا گہوارا بھی اسی خوش بخت عورت نے بنایا۔

کشف الغمہ :-

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِاَسْمَآءَ اِنِّیْ قَدِ اسْتَقْبَحْتُ مَا یُصْنَعُ بِالنِّسَآءِ اَنَّہٗ یُطْرَحُ عَلَی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْمَرْاَةِ الثَّوْبُ فَيَصِفُهَا لِمَنْ رَاٰى فَقَالَتْ اَسْمَاءُ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا اُرِيْكِ شَيْئًا رَاَيْتُهٗ بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ قَالَ فَدَعَتْ بِجَرِيْدَةٍ رَطْبَةٍ فَحَنَتْهَا ثُمَّ طَرَحَتْ عَلَيْهَا ثَوْبًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَا اَحْسَنَ هٰذَا وَ اَجْمَلَهٗ لَا تُعْرَفُ بِهِ الْمَرْاَةُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاِذَا مِتُّ فَغَسِّلِيْنِيْ اَنْتِ وَ لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ اَحَدٌ۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ تبریز صفحہ ۵۰۳-۵۰۴

جلد اوّل باب فی وفات فاطمہ

ترجمہ: اسماء بنت عمیس کہتی ہیں۔ کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ نے مجھے کہا۔ کہ میں عورتوں کی میت پر ڈالے جانے والے کپڑے کو اچھا نہیں سمجھتی۔ عورت کی میت پر کپڑا اس طرح ڈالا جاتا ہے کہ دیکھنے والا پہچان جاتا ہے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا۔ اے بنت رسول! میں آپ کو ایک ترکیب بتاتی ہوں۔ جو میں نے "حبشہ" میں دیکھی ہے۔ یہ کہہ کر "اسماء" نے کھجور کی گیلی ٹہنیاں منگوائیں۔ انہیں جھکا کر آپس میں ان کے سرے ملا دیئے۔ پھر ان پر کپڑا اوڑا دیا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ کیا خوب ہے۔ اور کس قدر اچھی ہے۔ اس طرح کرنے سے عورت اور مرد کے جنازے کی پہچان نہیں ہو سکتی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میرا انتقال ہو۔ تو اے اسماء! مجھے تم ہی غسل دینا۔ کسی دوسرے کو ہرگز نہ آنے دینا۔

مقام غور:

"اسماء بنت عمیس" رضی اللہ عنہا جن سے یہ روایت مذکور ہوئی۔ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکباز اور خوش قسمت خاتون ہیں۔ جن کا عقد ابتداء میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔ تیمارداری کا واقعہ اس دور کا ہے۔ جب یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ صدیق اکبر کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عقد میں آئیں۔

اس پاک باز عورت کے حوالے سے بہت سی باتیں وضاحت سے سامنے آجاتی ہیں۔ جن میں شیعہ حضرات نے بہت دھوکہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔

۱۔ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تادم آخریں ناراض رہیں۔ اور ان سے کلام تک کرنا گوارا نہ فرمایا۔ تو کیا ان کی ہمہ وقت تیمارداری کے لیے ایسی عورت کو منتخب کیا گیا۔ جو معاذ اللہ ان کے دشمن اور "غاصب فدک،، کی زوجہ تھیں۔

۲۔ اس کے برعکس اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدہ سے کوئی رنجش تھی۔ اور انہیں دیکھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ تو ایسی صورت میں اپنی زوجہ کو ان کی تیمارداری کرنے کی اجازت دینا کس طرح درست سمجھتے تھے۔؟

۳۔ اگر یہ نیک بخت بیوی جانتی۔ کہ میرے خاوند (ابو بکر صدیق) اور بنت رسول کے درمیان قطع کلامی ہے۔ اور ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔ تو خاوند کی دشمن کی تیمارداری کیوں کر کرتیں؟

۴۔ اگر صدیق اکبر معاملہ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق خلافت کے غاصب تھے۔ تو اس غاصب کے مرنے کے بعد ان کی زوجہ سے شادی کیوں کی؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ زوجۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ”اسماء بنت عمیس“ کا ایام علالت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی متواتر دیکھ بھال اور تیمارداری کرنا اپنے خاوند کی اجازت اور مرضی سے تھا۔ اگر اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اجازت اور رضامندی نہ ہوتی۔ تو کوئی مسلمان عورت ایسی صورت میں کبھی بھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔ جب ثابت ہوا۔ کہ یہ سب کچھ باہمی رضامندی سے تھا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے ذریعے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علالت کا لمحہ بہ لمحہ علم رکھتے ہوں گے۔ اور وفات سیدہ کا بھی یقینی طور پر پتہ چل گیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض معتبر روایات سے ثابت ہے۔ کہ حضرت خاتونِ جنت کی نماز جنازہ بھی خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آرہی ہے۔

امرِ ثانی کا جواب:۔

قارئین کرام کی یاددہانی کے لیے اس امر کے ضمن میں ہم ایک اصولی بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ میں کسی شخص کا بالتخصیص شریک ہونا نہ فرض تھا نہ واجب۔ بلکہ ایک میت کے لیے کسی مخصوص آدمی کی شرکت کوئی ضروری نہیں۔ کہ جس کی حاضری کے بغیر وہ گناہگار ٹھہرتا ہو۔ اگر بالفرض شیعہ لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں ہر فرد کی شرکت فرض تھی۔ اور جو شخص نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ اس کی یہ غلطی ایسی ہو۔ کہ اس کی بنا پر اس پر زبان طعن دراز کرنی جائز ہو جائے۔ تو پھر ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔ کہ تمہاری روایات کے مطابق صرف سات آدمی سیدہ کی نماز جنازہ میں شریک تھے۔ تو ان سات کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے بارے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تم لوگوں کا کیا ردعمل ہوگا۔

چنانچہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب" جلاء العیون"، کی عبارت ملاحظہ ہو۔

سیدہ فاطمہ کا جنازہ صرف سات آدمیوں نے پڑھا

جلاء العیون:۔

از حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ روایت کردہ است۔ کہ ہفت کس بر جنازہ حضرت فاطمہ نماز کردند۔ ابوذر سلمان، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود، مقداد و من امام ایشان بودم۔

(جلاء العیون جلد اول ص ۲۴۳ مطبوعہ تہران تذکرہ دفن آنحضرت)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ میں صرف سات آدمی شریک تھے۔ ابوذر، سلمان، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود۔ مقداد۔ اور میں ان کا امام بنا۔ اور نماز پڑھائی۔

جلاء العیون:۔

"جب رات ہوئی۔ جناب امیر نے عباس اور فضل ابن عباس و سلمان و مقداد و ابوذر و عمار کو بلایا۔ اور جناب فاطمہ پر نماز پڑھی۔ اور دفن کر دیا"

(جلاء العیون جلد اول مترجم ص ۲۷۸)

"جلاء العیون"، کی دونوں روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سیدہ کی نماز جنازہ میں سات آدمی شریک ہوئے۔ جن کے اسماء گرامی بھی دیئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ان کے علاوہ کئی جلیل القدر صحابہ اس وقت موجود تھے۔ لیکن انہوں نے شرکت نہ فرمائی۔ مثلاً امام حسن، حسین، عبداللہ ابن عباس، عقیل بن ابی طالب جعفر بن ابن طالب۔ سعد بن عبادہ، ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، سہل بن حنیف، بلال، صہیب براء بن عازب، ابورافع رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان بارہ حضرات کو خود شیعہ بھی قابل احترام شخصیات مانتے ہیں۔ اور ان کی جلالتِ قدر کے قائل ہیں۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر صدیق اکبر بالفرض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔ اور یہ بھی فرض کر لیجئے۔ کہ ان کی عدم شرکت بوجہ ناراضگی تھی۔ تو ان بارہ حضرات کے بارے میں شیعہ حضرات کیا کہیں گے۔ کیونکہ سیدہ کی نماز جنازہ میں یہ بھی شریک نہیں ہوئے۔ کیا سیدہ ان سے بھی ناراض تھیں؟ کیا ان کے بارے میں بھی سیدہ نے وصیت کر دی تھی۔ کہ میرے جنازے میں یہ شریک نہ ہوں۔ جن میں ان کے حقیقی بیٹے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ سیدہ کی نماز جنازہ میں شرکت یا عدم شرکت کو رضامندی یا ناراضگی کی بنیاد بنانا غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح کہنا پڑے گا۔ کہ ان بارہ افراد سے بھی سیدہ ناراض تھیں۔ یعنی امام حسن حسین اور عبداللہ بن عباس سے بھی ناراض تھیں۔ اگر ان کی عدم شرکت ناراضگی کی بنا پر نہ تھی۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عدم شرکت بھی اسی قاعدے کے تحت آنی چاہیئے۔ اس لیے اس کو ناراضگی کے اسباب میں ذکر کرنا لغو اور باطل ہے۔

ٌ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امامت صلوٰۃ کے لیے اسلامی قانون

شریعت میں پنجگانہ نماز اور نماز جنازہ کے لیے قانون یہ ہے ۔ کہ ان کی امامت کا اولیں حقدار امام وقت یا خلیفۂ وقت ہوتا ہے ۔ اگر وہ موجود نہ ہو ۔ تو اس کی طرف سے مقرر کردہ شخص اس منصب کا حق دار ہے ۔ اس قانون کے لیے شیعہ حضرات کی کتب سے ان کی تسلی کے لیے حوالہ جات پیش کرتے ہیں ۔

ملاحظہ فرمائیں ۔

حوالہ نمبر (۱) :۔

فروع کافی :۔

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الْقَوْمِ مِنْ اَصْحَابِنَا یَجْتَمِعُوْنَ فَتَحْضُرُ الصَّلٰوۃُ فَیَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ تَقَدَّمْ یَا فُلَانُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَقَدَّمُ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِلْقُرْاٰنِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَکْبَرُھُمْ سِنًّا ۔

(فروع کافی جلد ۳ ص ۳۷۶ کتاب الصلوٰۃ طبع جدید تہران)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

ابو عبیدہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ ہماری قوم کے کچھ افراد جمع تھے۔ نماز کا وقت آگیا۔ ایک دوسرے کو کہنے لگا۔ تم آگے بڑھو۔ اور ہمیں نماز پڑھاؤ۔ (یعنی آپ فرمائیں۔ اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے۔ کہ لوگوں میں سے امامت کس کو کرانی چاہیئے) تو امام موصوف نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لوگوں میں امامت کے لیے آگے وہ آئے۔ جو ان میں قرآن کا زیادہ پڑھنے والا ہو۔ اگر سبھی قرآن پڑھنے میں برابر ہوں۔ تو اُن میں سے وہ جو ہجرت میں مقدم ہے۔ آگے بڑھے۔ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں۔ تو عمر میں بڑا شخص امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

حوالہ نمبر (۲):

امالی شیخ صدوق:

وَ اَوْلَى النَّاسِ بِالتَّقَدُّمِ فِيْ جَمَاعَةٍ اَقْرَأُهُمْ لِلْقُرْاٰنِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقُرْاٰنِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَسَنُّهُمْ

(امالی شیخ صدوق ص۳۸۲ المجلس الثالث التسعون)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبارت مذکورہ بالا کا ترجمہ وہی ہے جو ابھی گزرا۔

حوالہ نمبر ۳ :

شرح لمعہ :

فَاِنْ تَسَاوَوْا فِی الْفِقْهِ وَالْقِرَاءَةِ فَالْاَقْدَمُ هِجْرَةً مِنْ دَارِ الْحَرْبِ اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ..... فَاِنْ تَسَاوَوْا فِیْ ذَالِكَ فَالْاَسَنُّ مُطْلَقًا ...... وَالْاِمَامُ الرَّاتِبُ فِیْ مَسْجِدٍ مَخْصُوْصٍ اَوْلٰی مِنَ الْجَمِیْعِ لَوِ اجْتَمَعُوْا وَكَذَا صَاحِبُ الْمَنْزِلِ اَوْلٰی مِنْهُمْ وَمِنَ الرَّاتِبِ وَصَاحِبُ الْاِمَارَةِ فِیْ اِمَارَتِهٖ اَوْلٰی مِنْ جَمِیْعِ مَا ذُكِرَ

(شرح لمعہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۱ کتاب صلوۃ فصل الحادی عشر فی الجماعۃ طبع تبریز طبع جدید۔

ترجمہ، اگر حاضرین فقہ اور قرأت میں برابر ہوں تو پھر ان میں امامت کا مستحق وہ شخص ہوگا جو دار الحرب سے دار السلام کی طرف ہجرت کرنے میں مقدم ہو۔ اگر اس وصف (ہجرت) میں سب برابر ہوں تو مطلقاً عمر رسیدہ آدمی ..... اور کسی مخصوص مسجد کا مقرر کردہ امام ان تمام سے زیادہ حق دار ہے اور گھر کا مالک ان تمام اور مخصوص مسجد کے امام سے بہتر ہے اور خلیفہ وقت اپنی حکومت میں ان تمام سے بہتر ہے۔

حوالہ نمبر ۴ :

فروع کافی :

علی بن ابراھیم عن ابیه عن محمد بن یحییٰ عن طلحة بن زید عن ابی عبد الله علیه السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ اِذَا حَضَرَ الْاِمَامُ الْجَنَازَةَ فَهُوَ اَحَقُّ النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا۔

(فروع کافی کِتَابُ الْجَنَائِز بَابُ مَنْ اَوْلَى النَّاسِ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ مطبوعہ تہران۔ طبع جدید)

ترجمہ: حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب جنازہ پر امام موجود ہو تو وہ بقیہ تمام لوگوں سے اس کی نماز پڑھانے کے لیے بہتر ہے۔

مندرجہ بالا روایات سے چند امور بالصراحت ثابت ہوئے:

۱۔ جماعت کے وقت اگر حاضرین میں کوئی زیادہ قرأت قرآن والا ہے تو وہ ان میں سے زیادہ حقدار ہے۔

۲۔ اگر قرأت قرآن میں سب مساوی ہوں تو مقدم فی الہجرت اولیٰ ہے۔

۳۔ اگر تمام کے تمام ہجرت میں برابر ہوں تو عمر رسیدہ بہتر ہے۔

۴۔ اگر سب ہی ان اوصاف (قرأت، تقدم فی الہجرت، عمر) میں مساوی ہوں تو اگر اس مسجد کا مخصوص امام ہو۔ وہ زیادہ حق دار ہے۔

۵۔ مذکورہ تمام افراد کی موجودگی میں اگر خلیفۂ وقت اور امام وقت ہو تو وہ سب سے اولیٰ ہے

۶۔ نمازِ پنجگانہ ہو یا نمازِ جنازہ ان کی امامت کے استحقاق کی یہی ترتیب ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔

خلاصۂ کلام:

امیر المومنین اور خلیفۂ وقت اگر کسی جماعت کے افراد میں موجود ہو تو امام جعفر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فرمان کے مطابق وہی مصلٰی امامت پر کھڑا ہونے کا سب سے زیادہ مستحق ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی یہی ارشاد فرمایا :

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْوَالِیْ اَحَقُّ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ مِنْ وَّلِیِّھَا۔

(قرب الاسناد مع الاشعثیات صفحہ ۲۱۰ جلد دوم باب من احق بالصلوٰۃ علی المیت مطبوعہ طہران طبع جدید)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کسی کی نمازِ جنازہ میں میت کا ولی اور امیر المومنین خلیفۂ وقت دونوں موجود ہوں تو ان میں سے خلیفہ وقت نمازِ جنازہ پڑھانے کی اولویت رکھتا ہے یعنی امیر المومنین کا حق زیادہ ہے۔

اسلامی قانون کے مطابق سیدہ فاطمہ کے جنازہ کی امامت کے سب سے زیادہ حقدار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

جب ہم شیعہ حضرات کی کتب سے چند حوالہ جات پیش کر چکے ہیں جن میں امامت کے لیے بہتر اشخاص کی ترتیب کا ذکر ہے تو اسی ترتیب کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ کے بارے میں سوچ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ سیدہ کی نمازِ جنازہ کی امامت کا زیادہ حق دار کون تھا ؛

اہل بیت کے مذکورہ اصول کے مطابق اس منصب کے لیے سب سے اولیٰ شخصیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ کیوں کہ سب موجودین میں مقدم فی الہجرت آپ ہی تھے اور آپ کی ہجرت وہ عظیم الشان مرتبت والی ہے کہ جس کو شخصی طور پر "منصوص من اللہ" ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ پھر آپ کی ہجرت امام الانبیاء کی معیت میں عمل میں آئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ میں شریک حاضرین میں سے عمر کے اعتبار سے
آپ سب سے زیادہ عمر والے تھے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محلہ میں واقعہ مسجد "مسجد نبوی" کے امام بھی صدیقِ اکبر
ہی تھے۔

اور سب سے افضل وصف کہ آپ وقت کے خلیفہ اور مومنین کے امیر بھی تھے جن
کی موجودگی میں "ولی میّت" بھی اولویت سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضراتِ ناظرین: آپ غور فرمائیں جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اس
دن وقت کا خلیفہ وہیں موجود تھا جس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آپ (صدیقِ اکبر)
نے فوتیدگی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعزیت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ میں موجود ہوں گے تو پھر ایسی جامع صفاتِ اولویت کے ہوتے
ہوئے دوسرا کون اس بات کا حق رکھتا ہے کہ مصلیٰ امامت پر کھڑا ہو کر نماز پڑھائے
کیونکہ شیعہ کتب کے حوالہ جات سے آپ سے بڑھ کر کون زیادہ مستحق ہو سکتا تھا۔
اسی لیے مستند احادیث میں موجود ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ کی امامت
حضرت خلیفۃ المومنین سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

جنازۂ فاطمہ رضؓ میں امامتِ صدیقِ اکبر رضؓ

طبقات ابن سعد: اَخْبَرَنَا شَبَابَہ ابن سوار حدثنا عبد الاعلی بن ابی
المساور عن حماد عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ صَلّٰی اَبُوْ بَکْرِ
الصِّدِّیْقُ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا۔

۱۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۹ ذکر بنات رسول)
۲۔ (کنز العمال ص ۶۰۹ جلد ۱۵ حرف المیم کتاب الموت)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: حماد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ کی امامت کرائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں

کنز العمال:

عَنْ جَعْفَرَ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ لِيُصَلُّوْا، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقَدَّمْ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَتَقَدَّمَ وَ اَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّصَلّٰى عَلَيْهَا۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۶۶)

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر و عمر دونوں نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آئے ابوبکر صدیق رض آگے بڑھے اور حضرت علی رض سے فرمایا آپ مصلیٰ امامت پر تشریف لے چلیے تو حضرت علی نے کہا آپ رسول اللہ کے خلیفہ ہیں آپ کی موجودگی میں میں کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں تو پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سیدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان کردہ قانون کے مطابق حضرت صدیق اکبر کو امامت کے لیے آگے بڑھنے کو کہا کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب صدیق کو خلیفۂ رسول سمجھتے تھے اور کہتے تھے تو صدیق اکبر نے آگے بڑھ کر نمازِ جنازہ پڑھائی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام حسین نے سُنّت سمجھتے ہوئے امام حسن اور سیدہ اُمِّ کلثوم کا جنازہ حاکم وقت سے پڑھوایا۔

اسی قانون کی تائید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قول و فعل سے بھی ثابت ہوتی ہے جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو باوجود اس کے کہ آپ "ولی میت" تھے اور دیگر اوصاف کے مالک بھی تھے لیکن مصلی امامت پر سعید بن العاص والی مدینہ کو کھڑا کیا اور فرمایا:

اگر نماز میں حاکم وقت کی امامت کا دستور نہ ہوتا تو میں تمہیں ہرگز امامت نہ کرنے دیتا۔"

حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

کشف الغمہ:

قَدْ تَقَدَّمَ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ صَلّٰى عَلَى الْحَسَنِ لِاَنَّهٗ كَانَ وَلِيًّا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ -

(کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۵۸۶ طبع تبریز فی تذکرۃ شہادت حسن رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سعید بن العاص نے امام حسن کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ یہ ان دنوں مدینہ کے گورنر تھے۔

مقاتل الطالبین:

حدثنی محمد بن الحسین الاشنانی قال حدثنا عبداللہ ابن الوضاح قال حدثنی بن یمان عن الثوری عن سالم بن ابی حفصة عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلِيٍّ قَدَّمَ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ تَقَدَّمْ فَلَوْلَا اَنَّهَا سُنَّةٌ مَا قَدَّمْتُكَ

(مقاتل الطالبین مصنفہ ابوفرج اصفہانی شیعی صفحہ ۷۷،

طبع بیروت ذکر حسین بن علی)

ترجمہ: بے شک امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے سعید بن العاص کو آگے کیا اور کہا آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں اور فرمایا اگر اسی طرح دستور نہ ہوتا تو میں تمہیں آگے نہ کرتا۔

ابن حدید شرح نہج البلاغہ:

قَالَ اَبُو الْفَرَجِ وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ سَمَاءٍ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ وَاَخْرَجُوْا جَنَازَتَهٗ جَاءَ مَرْوَانُ حَتّٰى دَخَلَ تَحْتَهٗ فَحَمَلَ سَرِيْرَهٗ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَحْمِلُ الْيَوْمَ سَرِيْرَهٗ وَبِالْاَمْسِ كُنْتَ تُجَرِّعُهُ الْغَيْظَ قَالَ مَرْوَانُ كُنْتُ اَفْعَلُ ذَالِكَ بِمَنْ يُوَازِنُ حِلْمُهُ الْجِبَالَ قَالَ وَقَدَّمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ تَقَدَّمْ فَلَوْلَا سُنَّةٌ لَمَا قَدَّمْتُكَ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۱۸ فی فصل مارثی بہ الحسن

وشرح الفاظ الفضل)

ترجمہ: جب امام حسن کا انتقال ہوا اور ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو مروان نے آکر کندھا دیا یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے مروان کو کہا آج کندھا دے رہے ہو اور کل انہیں پانی کی طرح غصہ پلاتے تھے۔ مروان نے کہا میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ معاملہ اس شخص کے ساتھ کرتا تھا جو بُردباری میں پہاڑ کی مانند تھا۔ امام حسین نے نماز جنازہ کے لیے سعید بن العاص گورنر مدینہ کو آگے کیا اور کہا نماز پڑھاؤ اگر یہ سُنّت نہ ہوتی تو میں نہیں آگے نہ کرتا۔

کتاب الجعفریات:

عن جعفر بن محمد عن ابیہ لَمَّا تُوُفِّیَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَرَجَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَکَمِ وَ ھُوَ اَمِیْرٌ یَوْمَئِذٍ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَوْلَا السُّنَّۃُ مَا تَرَکْتُہٗ یُصَلِّیْ عَلَیْہَا۔

(کتاب الجعفریات صفحہ ۲۱۰ باب من احق بالصلوٰۃ علی المیت
قرب الاسناد جلد دوم صہ۲۱۰ باب من احق بالصلوٰۃ علی المیت

ترجمہ: امام باقر فرماتے ہیں جب ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا انتقال ہوا تو اس وقت مدینہ کا حاکم "مروان بن حکم" نماز جنازہ کے لیے (امامت کے لیے) نکلا تو امام حسین بن علی نے کہا۔ اگر طریقہ شرعی یہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھانے دیتا۔

منتہی الآمال:

در عمدۃ المطالب است کہ عبد اللہ بن جعفر در ۸۰ھ در مدینہ وفات کرد ابان بن عثمان بن عفان بروے نماز گزاشت و در بقیع مدفون شد و قوے است کہ در ابواء وفات کرد ۹۰ھ و سلیمان بن عبد الملک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مروان برا و نماز گزاشت و در آنجا دفن شد۔

(منتہی الامال مصنفہ شیخ عباس قمی جلد اوّل صفحہ ۲۳۹ ذکر عبداللہ بن جعفر طیار)

ترجمہ: عمدۃ المطالب“ میں ہے کہ ۸۰ھ میں جب عبداللہ بن جعفر کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تو ابان بن عثمان بن عفان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفنائے گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ۹۰ھ میں مقام ابوا میں انتقال فرمایا اور سلیمان بن عبدالملک مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں دفنائے گئے۔

تنبیہ:

کتب شیعہ کے مذکورہ حوالہ جات نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ طبقات ابن سعد اور کامل ابن اثیر کی روایات معتبر اور صحیح ہیں اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ائمہ اہل بیت کا یہی دستور رہا کہ اپنے افراد کی نماز جنازہ اس سے پڑھواتے جو وقت کا حاکم ہوتا اور یہ اس لیے کرتے تھے کہ سنت یہی طریقہ تھا کیوں کہ حضرت علی المرتضیٰ کا قول و فعل یہی تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ تو پڑھی نہیں گئی نہ اس کی ضرورت تھی۔ آپ کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کو آگے کیا تو انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ وہ سنت ہے جس کا اعلان امام حسین نے سعید بن العاص کے امام بنانے پر کیا اور یہی وہ سنت ہے جس پر ام کلثوم کے جنازہ کی نماز کے وقت عمل کیا گیا۔

اسی سنت کے بارے میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سنت نہ ہوتی تو تمہیں (سعید بن العاص و مروان بن حکم کو) نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت نہ دیتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب

کتبِ شیعہ سے سیدنا صدیق اکبر کی اہلبیت سے محبت وعقیدت کے حوالہ جات

حوالہ نمبر ۱:

حق الیقین ، صدیق اکبرؓ کی سیدہ فاطمہؓ سے بے پناہ عقیدت

ابوبکر گفت ای حبیبۂ رسولِ خدا من صلہ قرابتِ رسول را دوست تر میدارم از صلہ قرابت خود و من آرزو میکنم کہ کاشکی روزے پدر تو مرد من میمردم و بعد از وفات او نمی ماندم آیا گمان داری کہ من ترا نشناسم وحق ترا دانم و میراث ترا از حضرت رسول (ص) بتو ندہم من شنیدم از رسول خدا (ص) کہ ما گروہ انبیاء میراث نداریم آنچہ از ما می ماند صدقہ است. فاطمہ گفت اگر من حدیثے از رسولِ خدا نقل کنم آیا اقرار بآں میکنید گفتند بلی فرمود کہ قسم میدہم شمارا بخدا اگر نشنیدید از آنحضرت کہ گفت رضائے فاطمہ از رضائے من است وسخط فاطمہ از سخط من است و ہر کہ فاطمہ دخترِ من را دوست دارد پس بتحقیق کہ مرا دوست داشتہ است و ہر کہ راضی کند فاطمہ را بتحقیق کہ مرا راضی گردانیدہ و ہر کہ بخشم آورد فاطمہ را بتحقیق کہ مرا بخشم آوردہ، گفتند بلی شنیدیم ایں را از رسولِ خدا، فاطمہ گفت پس من خدارا و ملائکہ را گواہ میگیرم کہ شما مرا بخشم آوردید و مرا خوشنود نگردانیدید و اگر رسول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدارا ملاقات کنم شکایت شمارا خواہم کرد۔ باو ابوبکر گفت پناہ می برم بخدا از سخط او واز سخط تو اے فاطمہ پس ابوبکر آنقدر گریست بر خود کہ نزدیک بود ہلاک شود فاطمہ گفت بخدا کہ نفریں خواہم کرد ترا در ہر نمازے ابوبکر گفت من دعا خواہم کرد از برائے تو در ہر نمازی پس گریاں بیروں آمد ابوبکر با مردم گفت شما ہر یک می ردید با حلیلہ خود خوشحال می خوابید و مرا بایں حال میگذارید مرا احتیاجے نیست ببیعت شما اقالہ کنید بیعت مرا گفتند اے خلیفہ رسول اللہ ایں امر مستقیم نمی شود بدوں تو واگر اقالہ کنی دین خدا برپا نمی شود ابوبکر گفت اگر نہ ترس ایں بود کہ مبادا عروۂ اسلام سست شود ہر آئینہ یکشب بابیعت شما نمی خوابیدم بعد از آنچہ شنیدم و دیدم از فاطمہ۔

(حق الیقین صفحہ ۱۱۴-۱۱۵ باب پنجم در طعن خلافت غاصبین)

ترجمہ:

ابوبکر صدیق نے کہا اے رسول خدا کی لاڈلی! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے صلہ رحمی کو اپنی قرابت کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں ہائے افسوس! جس دن تمہارے والد رخصت ہوئے میں مر جاتا ان کے وصال کے بعد میں نہ رہتا۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں اور تمہارا حق بھی جانتا ہوں اس کے باوجود تمہیں میراثِ رسول نہیں دوں گا (ایسا نہیں ہو سکتا) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ ہم گروہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی ہمارا سب کچھ صدقہ ہوتا ہے۔ فاطمہ نے کہا اگر میں ایک حدیثِ رسول بیان کروں تو کیا اسے مان لو گے۔ کہا کیوں نہیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتی ہوں کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سُنا کہ فاطمہ کی خوشی میری خوشی سے ہے اس کی ناراضگی میری ناراضگی ہے جس نے میری بیٹی فاطمہ کو محبوب رکھا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحقیق اس نے مجھے محبوب رکھا۔ جس نے فاطمہ کو راضی کیا یقیناً اس نے مجھے راضی کیا۔ جس نے فاطمہ کو غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔ ابوبکر صدیق نے کہا ہاں ضرور سنا ہے۔ سیدہ نے کہا میں اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ تم نے مجھے غصہ دلایا اور مجھے راضی نہیں رکھا۔ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو تمہاری شکایت کروں گی۔ ابوبکر نے انہیں کہا! تمہاری ناراضگی سے اللہ کی اور تمہاری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر صدیقِ اکبر اتنا روئے کہ قریب تھا ہلاک ہو جاتے۔ فاطمہ نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں ہر دعا میں تم پر نفرت کے کلمات کہتی ہوں۔ ابوبکر نے کہا میں ہر نماز میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ پھر روتے ہوئے ابوبکر نے لوگوں سے کہا تم میں سے ہر ایک اپنی بیوی کے پاس چلا جاتا ہے اور خوش رہتا ہے اور آرام سے جاکر سو جاتا ہے اور مجھے اس حال میں چھوڑ کر چلے جاتے ہو۔ تمہاری بیعت کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میری بیعت توڑ دو۔ لوگوں نے کہا اے خلیفۂ رسول یہ کام آپ کے بغیر درست نہ رہ سکے گا۔ اگر آپ بیعت توڑتے ہیں تو اللہ کا دین قائم نہ رہ سکے گا۔ ابوبکر نے کہا اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ اسلام کی کامیابی ماند پڑ جائے گی اور جو کچھ میں نے دخترِ رسول سے سنا تو اس کے بعد میں تمہاری بیعت کے ساتھ ایک رات بھی آرام نہ کرتا۔

حوالہ نمبر ۲:

حق الیقین:

امراں و احوال خود را از تو مضائقہ ندارم آنچہ خواہی بگیر تو سیدۂ امت پدر خودی و شجرۂ طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وحکم تو نافذ است در مالِ من۔ اما در اموالِ مسلمانان مخالفت گفتۂ پدر تو نمی توانم کرد۔

(۱) بیت الاحزان ص۱۲۶ (شیخ عباسی قمی) بالفاظ مختلف

(۲) (حق الیقین صفحہ ۲۱۱ باب پنجم احتجاج حضرت فاطمہ با ابوبکر درامر فدک)

(۳) ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص۱۴۸

ترجمہ: میں اپنا مال ومنال آپ سے دور نہیں رکھتا۔ ان میں سے جو آپ کی مرضی ہے لے سکتی ہیں۔ آپ اپنے والد کی امت کی سردار ہیں اور اپنے بچوں کے لیے شجرہ طیبہ ہیں۔ آپ کی فضیلت کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد گرامی کے ارشاد کی میں مخالفت نہیں کر سکتا۔

خلاصہ کلام:

"حق الیقین" کی مذکورہ دونوں عبارتوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ جناب صدیق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دختر نیک اختر سے انتہائی عقیدت ومحبت تھی۔ اسی لیے فرمایا:

۱۔ کاش میں اس وقت مر جاتا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے رخصت ہوئے اور ان کی جگہ میری موت واقع ہو جاتی۔

۲۔ سیدہ! آپ کی شان کو پہچانتے ہوئے اور آپ کے حق کو جانتے ہوئے میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے کیسے روک سکتا ہوں جب کہ میں آپ کو اپنے مال میں تصرف کا کلی اختیار دیتا ہوں لیکن مجھے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا پاس ہے۔ آپ نے فرمایا ہماری میراث نہیں ہوتی بلکہ ہمارا سب کچھ چھوڑا ہوا صدقہ ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲: سیدہ نے جب اپنے مقام و مرتبہ کے پیشِ نظر صدیقِ اکبر کو اپنے گھر کا غلام سمجھتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کیا جو شرعًا قابلِ گرفت نہ تھا لیکن اس کے باوجود صدیقِ اکبر کا یہ عالم تھا کہ روتے روتے قریب الموت ہو گئے اور سیدہ سے رخصتی کے بعد خلافت سے دستبرداری کا تہیہ کر لیا لیکن صحابہ کرام نے ایسے وقت خلافت سے دستبرداری کو اسلام کے لیے عظیم نقصان دہ قرار دیا تو اس مجبوری کے تحت دستبرداری تو نہ کی لیکن سیدہ کی ناراضگی کا اتنا اثر بتلایا کہ فرمایا میں اس ناراضگی کے ہوتے ہوئے ایک رات بھی خلافت میں گزار نہیں سکتا۔

حوالہ نمبر ۳:

کشف الغمہ:

عن عتبۃ بن الحرث قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَعْدَ وَفَاۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَیَالٍ وَعَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَمْشِیْ عَلٰی جَنْبِہٖ فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ یَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ فَاحْتَمَلَہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ لَیْسَ شَبِیْھًا بِعَلِیٍّ قَالَ وَعَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَضْحَکُ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ تبریز صفحہ ۵۵ جلد اول تذکرہ امام حسن فی فضائلہ)

ترجمہ: عقبہ بن حرث کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کئی دن بعد صدیقِ اکبر کے ہمراہ باہر نکلا اور حضرت علی ان کے ایک پہلو میں چل رہے تھے۔ ابوبکر صدیق کا گزر حسن بن علی کے پاس سے ہوا۔ وہ اس وقت بچوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ کھیل رہے تھے تو صدیقِ اکبر نے انہیں گردن (کندھوں) پر اُٹھالیا اور کہنے لگے میرا باپ قربان! یہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شبیہ ہے۔ علی کا شبیہ نہیں۔ یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

نوٹ:

کشف الغمہ کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو امام حسن رضی اللہ عنہ سے اتنا پیار تھا جتنا کسی محب خالص کو ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور کا وصال ہو چکا تھا اور سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو چکے تھے۔ خلیفۂ رسول اور امیر المؤمنین ہونے ہوئے اپنا مقام و مرتبہ کا خیال نہ کیا۔ بلکہ محبت اہلِ بیت نے اس قدر غلبہ کیا کہ امام حسن کو کندھوں پر اٹھالیا اور یہ شعر پڑھا:

بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ
لَیْسَ شَبِیْہًا بِعَلِیٍّ

اس قسم کا کام اسی شخص سے وقوع پذیر ہوتا ہے جو محبِ صادق ہو بناوٹی محب سے ایسی توقع نہیں کی جاسکتی کیونکہ بناوٹی محب نے امام حسن کو کندھوں پہ بٹھانے کی بجائے ان کے نیچے سے مصلّٰی بھی کھینچ لیا اور نیزہ مار کر ان کی ران کو خون آلود کر دیا اور ان کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔ اعتبار نہ ہو تو کشف الغمہ کی عبارت دیکھ لیجیے۔

کشف الغمہ:

فَانْتَهَبُوْا حَتّٰی اَخَذُوْا مُصَلّٰی مِنْ تَحْتِہٖ ثُمَّ شَدَّ عَلَیْہِ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَطَعَنَ فِیْ فَخْذِہٖ فَشَقَّہٗ حَتّٰی بَلَغَ الْعَظْمَ۔

۱۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اوّل صفحہ ۵۴۰ مطبوعہ تبریز باب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی صلحہ مع معاویہ

۲۔ احتجاج طبرسی جلد دوم صفحہ ۱۰ طبع جدید احتجاج حسن علیٰ من انکر علیہ مصالحۃ معاویۃ۔

۳۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۰ طبع قدیم احتجاج حسن بن علی علیٰ معاویۃ

ترجمہ: انہوں نے (شیعوں نے) آپ کے مال کو لوٹا۔ آپ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا۔ ایک آدمی (شیعہ) نے آپ کی ران میں نیزا مارا جو ہڈی تک پہنچ گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوبکر صدیق پر اہلبیت کا اعتماد اور یقین

حوالہ نمبر ۱:

حیات القلوب:

خدا ترا امر کردہ است کہ ابوبکر را ہمراہ خود ببری۔

حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵۹۱ مطبوعہ نولکشور باب بست وچہارم در ہجرت آنحضرت بسوئے مدینہ

ترجمہ: شب ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے لینا۔

حوالہ نمبر ۲:

تفسیر حسن عسکری:

بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری بھی جستجو کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کریں کہ تو ہی مجھ کو اس دعویٰ نبوت پر آمادہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے تجھ کو میرے باعث بہت سی تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ اگر میں تمام دنیا کے برابر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر بادی اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرت کی محبت میں ہو تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ حضرت کی مخالفت میں مجھ کو تمام دنیا کی بادشاہی مل جائے اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں۔ یا رسول اللہ! میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں۔ حضرت نے ان کی یہ تقریر سن کر ارشاد فرمایا:

لَاجَرَمَ اِنِ اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِكَ وَ وَجَدَ مَا فِیْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

ا۔ تفسیر حسن عسکری عربی صفحہ ۳۳۱

۲۔ آثار حیدری ترجمہ اردو تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور

ترجمہ: تحقیق اللہ تیرے دل پر مطلع ہوا اور تیرے دل کو تیری زبان کے مطابق پایا بایقین خدا نے تجھے بمنزلہ میرے سمع و بصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ نمبر ۱:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شبِ ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ اللہ کے حکم سے لے گئے تھے، لہٰذا یہ کہنا کہ شبِ ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے جاسوس تھے (معاذ اللہ) اور جاسوس اس غرض سے بنائے گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر پتہ چل جائے تو اطلاع کفار تک پہنچا دیں لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راستے میں کھڑے دیکھا تو انہیں اپنے ساتھ لے لیا کیونکہ آپ کو ابوبکر کے ارادے کا علم ہو گیا تھا۔ اس طرح ابوبکر اپنی جاسوسی میں ناکام ہو گئے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ: یہ سراسر بہتان اور زیادتی ہے۔

فائدہ نمبر ۲:

ہجرت کی رات ساتھ چلنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلوص کا امتحان لیا اور کامیابی کے بعد انہیں ساتھ لیا۔

فائدہ نمبر ۳:

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل کر کے اس بات کی تصدیق فرما رہے ہیں کہ اگر صدیق اکبر کو تا حیات مصائب و مشکلات کا سامنا رہے۔ یہ تو برداشت کر لیں گے لیکن حضور سرور کائنات کی مخالفت کسی صورت گوارا نہیں فرمائیں گے۔

فائدہ نمبر ۴:

تمام دنیا کی آسائشیں اور آرام بھی اگر آپ کو میسر ہوں تو یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر سکتے ہیں۔ مگر آپ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔

فائدہ نمبر ۵:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ کہ میں قیامت تک ہر عذاب و مصیبت برداشت کر سکتا ہوں اور دنیا کی شہنشاہی اور گھر بار سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں لیکن آپ کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ یہ الفاظ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے تیرے ان الفاظ کی تصدیق فرما دی ہے۔

فائدہ نمبر ۶:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایثار قربانی اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق کے صلہ میں حضور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں وہ مرتبہ عطا فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی آنکھ اور کان کو ہے بلکہ جو مقام روح کا بدن کے ساتھ ہے۔

نوٹ:

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کس قدر اپنا قرب عطا فرمایا۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ابو بکر صدیق (معاذاللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہلِ بیت کے دشمن تھے تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی ناانصافی ہو سکتا ہے کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی کی آنکھ، کان اور روح اسکی مخالفت کرے۔

علاوہ ازیں ایسے مشکل وقت میں جب کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے برہنہ تلواریں لیے بالکل آخری کوشش میں تھے تو اس نازک ماحول میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفرِ ہجرت میں ساتھ لے جانے کے لیے جس پر نگاہ پڑی اور جن کو ساتھ لینے کا اللہ نے حکم دیا وہ صدیقِ اکبر ہی تھے اور پھر غارِ ثور میں تنہا تین دن رات ان کو اپنے ساتھ رکھنا اور جن کی گود میں نیند فرمائی۔ یہ سب باتیں ایسے آدمی سے ہی متوقع ہو سکتی ہیں جس پر اعتماد کامل ہو۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس نازک وقت اور مشکل لمحات میں جس قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابو بکر صدیق پر اعتماد تھا وہ صرف انہی کا حصہ تھا۔

انہی اوصاف اور جانثاری کی بدولت اللہ نے صدیقِ اکبر کو وہ مرتبہ عطا فرمایا جس کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاروقِ اعظم کے بارے میں فرمایا کہ فاروق کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد (صدیقِ اکبر) کے بارے میں پوچھا۔ حضور نے جواب دیا کہ عمر کی تمام نیکیاں صدیق کی اس نیکی جو شبِ ہجرت "غار" کے موقعہ پر میسر آئی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ (مشکوٰۃ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حوالہ نمبر ۳ :

کشف الغمہ : رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت تمام وصیات ابوبکرؓ سے کیں

قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَمَنْ یَلِیْ غُسْلَکَ قَالَ رِجَالُ اَهْلِ بَیْتِیْ الْاَدْنٰی فَالْاَدْنٰی قَالَ فَفِیْمَ نُکَفِّنُکَ ؟ قَالَ فِیْ ثِیَابِیْ هٰذِهِ الَّتِیْ عَلَیَّ اَوْ فِیْ حُلَّةٍ یَمَانِیَّةٍ خَزًا اَوْ فِیْ بَیَاضٍ مِصْرٍ قَالَ کَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ ؟ فَارْتَجَّتِ الْاَرْضُ بِالْبُکَاءِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ مَهْلًا عَفَی اللّٰهُ عَنْکُمْ اِذَا غُسِلْتُ وَ کُفِّنْتُ فَضَعُوْنِیْ عَلٰی سَرِیْرِیْ فِیْ بَیْتِیْ هٰذَا عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِیْ ثُمَّ اخْرُجُوْا عَنِّیْ سَاعَةً فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَوَّلُ مَنْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ ثُمَّ یَاْذَنُ لِلْمَلٰئِکَةِ ۔

۱۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ تبریز جلد اوّل صفحہ ۱۷)

۲۔ (جلاء العیون جلد اول ص۱۰۸ زندگانی رسولِ خدا)

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت صدیق اکبر نے عرض کی آپ کے انتقال کے بعد آپ کو غسل کون دے گی ؟ فرمایا میرے اہل بیت میں سے قریبی ، پھر قریبی مرد۔ عرض کی کن کپڑوں سے آپ کو کفن دیا جائے ؟ فرمایا جو ابھی میں نے پہن رکھے ہیں یا یمنی حلہ یا سفید مصری چادروں میں پوچھا آپ کی نماز جنازہ کیوں کر ہوگی اس پر زمین رونے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا ٹھہر جاؤ اللہ تمہیں معاف کرے جب مجھے غسل و کفن دے چکو تو میرے گھر میں ہی مجھے چارپائی پر لٹا کر قبر کے کنارے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھ دینا پھر تم سب وہاں سے باہر آجانا اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا پھر فرشتوں کو اجازت دے گا۔

مذکورہ عبارت سے دو امر بلا کسی تاویل کے ثابت ہوئے

امرِ اوّل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری لمحات میں تمام وصیات ابوبکر صدیق کو فرمائیں اگرچہ اس وقت بہت سے صحابہ کرام بھی موجود تھے اور اہل بیت کی اچھی خاصی تعداد بھی حاضر تھی تو اس سے معلوم ہوا کہ نبی پاک علیہ السلام کو صدیق اکبر پر انتہائی اعتماد تھا کیوں کہ خاص کر آخری لمحات میں کوئی شخص اپنے دشمن کو وصیتیں نہیں کرتا اور انہی کو وصیتیں کی جاتی ہیں جو کہ امین، صدیق اور معتمد خاص ہو۔

امرِ ثانی:

آپ کے اس ارشاد سے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھے گا معلوم ہوا کہ آپ کا جنازہ عام لوگوں کے جنازے کی طرح نہ تھا تاکہ یہ اعتراض ہو سکے کہ صحابہ کرام نے آپ کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی ورنہ یہ لازم آئے گا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ میں " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا " پڑھا تو اس نے اپنے علاوہ کسی اور الٰہ سے دعا مغفرت مانگی اور یہ صریح کفر و شرک ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نمازِ جنازہ جو اللہ تعالیٰ نے پڑھی اس سے مراد آپ کی ذات پر رحمتِ کاملہ تامہ نازل فرمانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے بعد میں فرشتوں نے رحمت کی دعا مانگی اور پھر صحابہ کرام باری باری آتے رہے اور رحمتوں کے نزول (صلوٰۃ و سلام) کی دعا مانگتے رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حوالہ نمبر ۴:

کشف الغمہ:

وَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْضَۃً مِنَ الدَّرَاھِمِ وَدَعَا بِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَفَعَھَا اِلَیْہِ وَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِشْتَرِ بِھٰذِہِ الدَّرَاھِمِ لِاِبْنَتِیْ مَا یَصْلُحُ لَھَا فِیْ بَیْتِھَا وَبَعَثَ مَعَہٗ سَلْمَانَ الْفَارِسِیَّ وَبِلَالًا لِیُعِیْنَاہُ عَلٰی حَمْلِ مَا یَشْتَرِیْہِ۔

۱. (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول صفحہ ۳۵۹ مطبوعہ تبریز باب فی تزویجہ فاطمۃ)

۲. جلاء العیون جلد اول ص ۱۷۶ زندگانی فاطمہ زہرا)

۳. بیت الاحزان ص ۲۳ حدیث تزویج فاطمہ رض)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر درہم لیے اور ابوبکر کو بلا کر انہیں دیکر فرمایا ابوبکر! ان دراہم سے میری بیٹی کے لیے گھر بلو ضروریات خرید لاؤ اور ان کے ساتھ سلمان فارسی اور بلال رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجا تاکہ خریدی ہوئی اشیاء کے لانے میں ان کی مدد کریں۔

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی کے لیے جہیز خریدنے کے لیے ابوبکر صدیق کا انتخاب فرمایا تو یہ اس لیے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی جانتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر محبت و عقیدت اور ہمدردی سے میری بیٹی کے جہیز کا سامان کوئی دوسرا نہیں خرید سکتا۔ یہ انتخاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد کامل کی علامت ہے اور صدیق اکبر کی خیر اندیشی اور محبت اہل بیت کی عظیم مثال ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حوالہ نمبر ۵:

کشف الغمہ:

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَرْمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ وَاَبُوْبَكْرٍ يَحْسِبُ اَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ انْطَلَقَ اِلٰى بِئْرِ مَيْمُوْنٍ فَادْرِكْهُ فَانْطَلَقَ اَبُوْبَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اوّل صفحہ ۸۲ باب فی سبقۃ فی الاسلام)۔

ترجمہ: کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ اتنے میں ابوبکر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ یہ (علی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (جو بیدار تھے اور اس گمان کو بھانپ گئے) فرمایا اللہ کے پیغمبر "بیر میمون" کی طرف تشریف لے گئے ہیں وہاں چلے جاؤ۔ ابوبکر یہ سُن کر وہاں سے چل پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی غار میں داخل ہوئے (کیوں کہ راستہ میں صدیق اکبر کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہو گئی تھی)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پر بے پناہ اعتماد تھا کہ وہ دل وجان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ہیں اسی اعتماد کے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا پتہ بتلا دیا اور راستہ کی نشاندہی کر دی اور جلد ملاقات ہو جانے کی امید دلائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس امید دلانے پر اور صحیح نشاندہی کرنے پر جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیقِ اکبر چل پڑے تو واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ گو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس خبر کی صداقت "علی بن عیسٰی" مصنف کشف الغمہ نے بھی کر دی وہ یوں کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جب اس راستے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے تو دونوں نے اکٹھے چلتے ہوئے غار تک کا سفر کیا۔ اور غار کے اندر بھی دونوں اکٹھے داخل ہوئے۔ لہٰذا اس سے بھی معلوم ہوا کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے با اعتماد دوست تھے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص فدائی اور جانثار سپاہی بھی تھے اور جانثاری کا حق ادا کر کے اپنے اعتماد کو اور چار چاند لگا ئے۔ عمر بھر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت کے مقابلہ میں اپنا مفاد نہ سوچا۔ اسی لیے "یارِ غار" کہلائے

ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غصب فدک کے متعلق ایک فیصلہ کن ایمانی اور تحقیقی بیان

از

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت محب

آل واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے سچے جانشین عطا فرمائے جنہوں نے نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرتے ہوئے راہ مستقیم کو واضح سے واضح تر کر دیا اور ان کے دور میں کبھی کسی پر ظلم ہوا نہ انہوں نے کسی کو ایسا کرنے دیا۔ مگر خدا عقل دے گمراہ فرقہ شیعہ کو جن کا کہنا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے گئے تھے۔ ادھر نبی علیہ السلام نے آنکھیں بند کیں۔ ادھر ابو بکر صدیق نے حکومت سنبھالی اور سب سے پہلا یہ کام کیا کہ سیدہ سے باغ چھین لیا۔ اور بعض سنی بھی شیعوں کی ہمنوائی کرتے ہیں یا یہ کہ شیعہ خود کو سنی ظاہر کر کے ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ اس جھوٹے افسانے کی کوئی حقیقت نہیں ہے نہ نبی علیہ السلام نے انہیں باغ دیا تھا، نہ صدیق اکبر نے لیا تھا۔

میں سید ہوں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری نانی ہیں ان کی عزت کا پاس جتنا مجھے ہے اتنا کسی اور کو مشکل ہو گا۔ اور مجھے ان سے جو نسبت حاصل ہے ہر کوئی اس کا دعوی نہیں کر سکتا چنانچہ شیعہ کہتے ہیں۔ کہ ابو بکر صدیق نے سیدہ فاطمہ کا باغ غصب کر لیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالانکہ یہ سراسر کذب اور ذات سید نا صدیق اکبر پر بہتان عظیم۔ کیونکہ میرے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت عطا فرمائی کہ وہ کبھی کسی باطل قوت کے آگے نہ جھکے۔ ان کا بہادرانہ اور دلیرانہ ارشاد حسب ذیل ہے۔

اگر سارا عرب بھی میرے مقابلے میں آجائے تو میں ان کی گردنیں اتارنے میں جلدی کرتا رہوں گا۔

(۱)۔ نہج البلاغہ خطبہ ۴۵ ص ۴۱۸

(۲)۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۳

ص ۳۶۱

اب مقام غور ہے۔ کہ اگر باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ملک ہوتا۔ تو علی مرتضیٰ شیر خدا اسے کبھی غصب نہ ہونے دیتے، بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علی نے وقتی طور پر مخالفین کی مخالفت کی وجہ سے یہ حق چھوڑ دیا تو پھر اپنے زمانہ خلافت میں جب کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئی تھیں۔ آپ نے اسے سیدہ کے ورثا کے حوالے کیوں نہ کیا۔ یہ کب ممکن ہے کہ باغ فدک بھی سیدہ کا ہو جو امام الانبیاء کی لخت جگر ہیں اور خود حضرت علی مرتضیٰ کی زوجہ اطہر ہیں۔ علی مرتضیٰ کو پتہ بھی ہو کہ سیدہ کا باغ، غصب ہو گیا ہے۔ اور علی مرتضیٰ کے پاس ایک معمولی منصب نہیں ساری خلافتِ اسلامیہ کی زمام بھی ہو پھر بھی حضرت علی مذکورہ باغ سیدہ کی اولاد کو واپس نہ دلوائیں تو آخر کیوں؟

خدا سے ڈرو ۔۔۔۔ قیامت کو ہر چیز کا حساب دینا ہو گا۔

اگر تمہارے پاس جواب نہیں ہے تو مجھ سے سنو۔ میں خاندان سادات کی وکالت کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ورثا کو اس لیے نہ دلوایا تھا کہ آپ کے نزدیک اس باغ فدک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بارہ میں اپنے پیش رو صدیق اکبر کا فیصلہ انصاف کے عین مطابق تھا۔ جناب علی نے صدیقی فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی صداقت پر مہر تصدیق لگا دی۔ ورنہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدہ کا باغ ہو اور آپ اسے واپس نہ دلوائیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے بیٹوں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جو لازوال وصیت فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

نیکی کا حکم کرتے رہنا برائی سے روکتے رہنا اگر تم نے یہ کام چھوڑ دیا تو تم پر ظالم حاکم مسلط ہو جائیں گے پھر تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۴۷ ص ۴۲۲)

تو جس شخص کا نصب العین ہی برائی سے روکنا ہو وہ کب کسی کے حق کو مغصوب دیکھ کر خاموش رہ سکتا ہے۔ یقیناً آپ صدیقی فیصلہ کو برحق مانتے تھے۔ جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ (جو خاندان سادات کے عظیم سرمایہ ہیں) سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابو بکر نے سیدہ سے باغ فدک چھین لیا تھا تو جناب زید بن علی نے غصے میں آکر فرمایا۔

یا در کھو ان کا فیصلہ برحق تھا اور اگر بالفرض باغ فدک کا معاملہ میرے سپرد کیا جاتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر صدیق نے کیا تھا۔

(ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲)

لہذا میرا بھی وہی فیصلہ ہے جو میرے جد امجد حضرت زید بن علی کا ہے۔

اس سلسلے میں اعلان کرتا ہوں کہ جو آدمی خود کو آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف یا دربار عالیہ شرق پور شریف سے منسوب کرے اور پھر ابو بکر صدیق پر طعن کرنے والوں کو دوست رکھے اس کا ہمارے آستانہ سے کوئی تعلق نہیں خواہ وہ سید ہو یا غیر سید وہ اہل سنت ہی سے خارج ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرا یہ بیان آئندہ آنے والی ہماری تمام نسبی اور روحانی ذریت کے لیے ایک سند ہے۔ اللہ ہمیں ہمیشہ آل واصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قائم رکھے۔

ابوبکر صدیقؓ کی بارگاہِ عالیہ میں میرا وہی عقیدہ ہے جو میرے جدِ امجد امام باقرؓ کا ہے علامہ اردبیلی شیعی نے کشف الغمہ میں یوں نقل کیا ہے :-

کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تلوار کا جڑاؤ اس لیے جائز ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جڑاؤ کیا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا آپ بھی انہیں صدیق کہتے ہیں؟ یہ سن کر امام باقر ایک دم جذبات سے اٹھے اور فرمانے لگے وہ یقیناً صدیق ہیں بلاشک صدیق ہیں اور بالیقین صدیق ہیں اور سنو جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا میں بھی جھوٹا کرے اور آخرت میں بھی جھوٹا کرے [1]

اس لیے میں امام باقرؓ کی اولاد ہونے کے رشتہ سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ مجھے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفاعت نصیب فرمائے اور ان کی محبت ہی میرا توشۂ آخرت ہے اور ان کی گردِ راہ میری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔

آمین ثم آمین

سید محمد باقر علی شاہ خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

۱۴ اگست ۱۹۸۵ء بروز بدھ

[1] کشف الغمہ ص۱۴۷ جلد دوم فی معاجز الامام الباقر۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari